احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کیلئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
CPL 61
PH: 0092 1524 213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 10- فروری 2000ء - 3 ذی قعدہ 1420 ہجری- 10 تبلیغ 1379 ھش جلد 50-85 نمبر 33

## روحانی زندگی دینے والا

حضرت جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- میرے پانچ نام ہیں- میں محمدؐ ہوں- میں احمدؐ ہوں- میں ماحی ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کا قلع قمع کرے گا اور میں حاشر ہوں جس کے قدموں پر لوگوں کو اٹھایا جائے گا- اور میں عاقب ہوں-

(صحیح بخاری - کتاب المناقب باب اسماء رسول اللہؐ)

# ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے کی غرض و غایت تو صرف یہ تھی کہ دنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں، جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہو چکا تھا اور اس کی جگہ باطل اور بے ہودہ معبودوں، بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی اور یہ اسی صورت میں ممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی اور جلالی زندگی میں جلوہ گری فرماتا اور اپنے دست قدرت کا کرشمہ دکھاتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور محبوب الٰہی بننے کا ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ (-) یعنی ان کو کہہ دو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں، تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔

کیا مطلب کہ میری پیروی ایک ایسی شے ہے جو رحمت الٰہی سے ناامید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہو گا کہ تم میری پیروی کرو۔

اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرز ریاضت و مشقت اور جپ تپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حقدار نہیں بن سکتا۔ انوار و برکات الہیہ کسی پر نازل نہیں ہو سکتیں۔ جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھویا نہ جاوے۔

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپؐ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کرلے۔ اس کو وہ نور ایمان، محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی دلا دیتا ہے۔ اور گناہوں سے رستگاری اور نجات کا موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے۔ اور نفسانی جوش و جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ (-) یعنی میں وہ مردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں۔ یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے، جو بتوسط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر اور پکار کر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے اور وہ تمام لوگ جو بخل اور عناد کی وجہ سے نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں، وہ شیطان کے سائے کے نیچے ہیں۔ اس میں اس پاک زندگی کی روح نہیں ہے جو بظاہر زندہ کہلاتا ہے لیکن مردہ ہے۔ جبکہ شیطان اس کے دل پر سوار ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 426-427)

## ابوہریرہؓ کی والدہ کے لئے دعا

دوس قبیلہ کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی دعا کا پھل تھے اور ان کی مشرک والدہ بھی۔ ایک روز حضرت ابوہریرہؓ نے مشرک والدہ کو اسلام قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے رسولؐ اللہ کی شان میں گستاخی کی۔ ابوہریرہؓ بڑے کرب کے ساتھ دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ رسول کریمؐ کے دل سے یہ دعا نکلی۔

اے اللہ! ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے۔ یہ دعا عجیب معجزانہ طور پر قبول ہوئی۔ ابوہریرہؓ گھر واپس آئے تو ان کی والدہ میں ایک عجیب تغیر اور انقلاب پیدا ہو چکا تھا۔ وہ باآواز بلند کلمہ طیبہ پڑھ کر اپنے قبول اسلام کا اعلان کر رہی تھیں۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہؓ جلد 4 ص 204 مطبوعہ مصر)

ابوہریرہؓ تو خوشی سے پھولے نہ سمائے اور اسی وقت خوشی سے روتے ہوئے پھر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ آپؐ سے عرض کیا دعا پر ان کا ایمان اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ عرض کیا اے خدا کے رسول! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری والدہ کی محبت مومنوں کے دلوں میں پیدا کردے اور رسول اللہ نے ان کے حق میں یہ دعا بھی کی۔

(الاصابہ فی معرفۃ الصحابہؓ زیر لفظ ابوہریرہؓ)

ہمارے آقا و مولیٰ کی یہ دعائیں ہی تھیں جنہوں نے سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی تھی یہ تو ان دعاؤں کا ذکر تھا۔ جو قوم کی ہدایت کے لئے گاہے بگاہے آپؐ نے فرمائیں مگر آپؐ کا وجود تو مجسم دعا تھا۔ چلتا پھرتا دعاؤں کا ایک پیکر۔ ایسے لگتا ہے کہ ما یعبوأ بکم ربی لولا دعاؤکم (کہ اگر تم دعا نہ کرو تو خدا کو تمہاری کیا پرواہ ہے) کا ارشاد ہردم آپؐ کے مدنظر رہتا تھا یہاں تک کہ جوتی کا تسمہ حاصل کرنے کے لئے آپؐ نے ہمیں دعا کا سبق دیا۔ آپؐ کی زندگی کی تمام تر فتوحات بھی دراصل آپؐ کی دعاؤں کی ہی مرہون منت تھیں ہر مشکل مرحلے پر آپؐ ہمیشہ خدا کو یاد کرتے اور نصرت طلب کرتے نظر آتے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دعا آپؐ کی زندگی اور آپؐ کی جملہ مہمات دینیہ کی ایک کلید تھی۔ اس کلید کو آپؐ ہمیشہ ضرورت کے وقت استعمال فرماتے۔ اور ہمیشہ یہ کلید آپؐ کے لئے فتوحات کے دروازے کھولتی ہوئی نظر آتی ہے۔

# عرفانِ حدیث نمبر 37

## اللہ تبتّل کرنے والے کو پسند کرتا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

اللہ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو متقی ہو' دنیا سے بے نیاز ہو اور گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ (صحیح مسلم کتاب الزھد)

دوستی بھی ہے عجب جس سے ہوں آخر دو ستی
آ ملی الفت سے الفت ہو کے دو دل پر سوار

کوئی رہ نزدیک تر راہِ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشتِ خار

(درثمین)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار ہو' بے نیاز ہو' گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے تو نبوت کے بعد گوشہ نشینی ترک کردی تھی اس لئے یہ مراد نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ختم ہو گئی۔ گوشہ نشینی ترک کی تھی محبت کی خاطر اور حکماً' پھر مجبور کردیئے گئے ہیں کہ گوشہ نشینی ترک کرو اس وقت آنحضرت ﷺ نے گوشہ نشینی ترک کی۔ لیکن اس میں جو باتیں بیان ہوئی ہیں وہ بھی سیڑھیاں سی ہیں جو درجہ بدرجہ معاملے کو آگے بڑھا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے جو پرہیزگار ہو یعنی بدیوں سے رکنے والا' طبعاً عادتاً نیک مزاج ہو اور گناہوں سے اجتناب کرتا ہو' بے نیاز ہو۔ اس لئے اجتناب نہیں کرتا کہ لوگ دیکھیں اور اس کی تعریف کریں' اس سے اجتناب ذاتی ہے اور لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ کس کس چیز سے اجتناب کر رہا ہے۔ اس کے اجتناب کی حالت ہی مخفی رہتی ہے اور وہ اس بات سے بے نیاز ہوتا ہے' کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ دنیا کو پتہ لگ رہا ہے کہ نہیں کہ میں کس چیز سے بچ رہا ہوں' خدا کی خاطر کیا کیا تکلیف اٹھا رہا ہوں۔ جب بے نیاز ہوتا ہے تو پھر گمنامی اور گوشہ نشینی اختیار کرنا اس کا طبعی نتیجہ ہے۔ گوشہ نشینی اس کو دوہرا فائدہ دیتی ہے۔ ایک تو اس کی بے نیازی کی یہ شان ہے کہ وہ گوشہ نشین ہو جاتا ہے اور اس کو کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کو اس کا کچھ پتہ بھی ہے کہ نہیں۔ دوسرے گوشہ نشینی کے نتیجے میں جس بنا پر وہ دنیا سے الگ ہوا یعنی اللہ کی محبت' اس کو اس کا حق ادا کرنے کا زیادہ موقع مل جاتا ہے۔

اس کے بعد اب حضرت مسیح موعود (۔) کے بعض اقتباسات جو اس مضمون سے تعلق رکھتے ہیں اور اسی مضمون کو آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ملفوظات جلد 4 صفحہ 317 طبع جدید میں حضرت اقدس مسیح موعود (۔) کے یہ اقوال درج ہیں جو ملفوظات کہلاتے ہیں یعنی آپ نے زبانی مجالس میں یہ باتیں کی تھیں جنہیں بعد میں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ ضروری نہیں کہ بعد میں شائع کیا گیا ہو بہت سے ملفوظات ایسے ہیں جو ساتھ ساتھ الحکم وغیرہ میں مختلف جماعتی رسالوں میں شائع ہو رہے تھے اور اس وجہ سے ان پر یہ سند ہو گئی کہ حضرت مسیح موعود (۔) نے جو کچھ کہا تھا وہی بات لکھی گئی ہے۔ جو لکھی گئی ہے وہی تھی جو حضرت مسیح موعود (۔) نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد بھی بہت سے ملفوظات شائع ہوئے ہیں جو حضرت مسیح موعود (۔) کی زندگی میں شائع نہیں ہوئے تھے مگر ان کو مختلف راویوں کی سچائی تقویت دیتی ہے اور مختلف راویوں کا آپس میں ان امور پر اتفاق کرنا بتاتا ہے کہ وہ اگرچہ الگ الگ ہیں' مختلف جگہوں کے رہنے والے ہیں مگر ملفوظات کے وقت چونکہ وہ بھی حاضر تھے انہوں نے وہی بات بیان کی ہے جو دوسرے راویوں نے بیان کی ہے۔ اب ملفوظات کا جو حصہ میں آپ کے سامنے پڑھنے لگا ہوں وہ یہ ہے۔

"اصل بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے" اب یہ بات تو آپ کو بڑی عجیب سی لگے گی۔ اگر ظاہری نظر سے دیکھیں کہ اللہ سے محبت کے نتیجے میں دنیا سے نفرت ہو جاتی ہے اور کراہت ہو جاتی ہے۔ اللہ سے محبت ہی کے نتیجے میں دنیا سے سچی رحمت اور شفقت اور محبت کا سلوک انسان کو عطا ہوتا ہے۔ تو یہاں دنیادار اور مادہ پرستوں کا ذکر ہے۔ وہ جو خدا کو چھوڑ کر مٹی چاٹنے والے لوگ ہیں ان سے کراہت پیدا ہوتی ہے اور وہ کراہت بھی ایک نفرت کا رنگ رکھنے کے باوجود ان لوگوں کو مجبور کر دیا کرتی ہے کہ ان کی اصلاح کے لئے ہر قربانی کریں۔ تو اصلاح کے لئے کوشش کرنا اس نفرت کے نتیجے میں مدھم نہیں پڑتا بلکہ جتنی زیادہ کراہت ہوتی ہے اتنی زیادہ انسان جدوجہد کرتا ہے کہ ان کو اس گندگی سے پاک وصاف کر دے اور اس گند چاٹنے سے ان کو روک دے۔

یہ وضاحتیں ضروری ہیں ورنہ عام طور پر جو ہمارے اردو دان بھی ہیں وہ بھی سرسری نظر سے پڑھیں تو ان کو ان باریک باتوں کی غالباً سمجھ نہیں آئے گی لیکن جو زیادہ عالم نہیں ہیں سادہ مزاج احمدی ہیں ان کے لئے تو یہ وضاحتیں ضروری ہیں بہرحال۔ "بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی بھی یہی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں آپؐ اس قدر فنا ہو چکے تھے کہ آپؐ اس تنہائی میں ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے اور ایسی جگہ میں جہاں کوئی آرام کا اور راحت کا سامان نہ تھا اور جہاں جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو آپؐ وہاں کئی کئی راتیں تنہا گزارتے تھے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کیسے بہادر اور شجاع تھے۔ جب خدا تعالیٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت آ ہی جاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اہل دنیا بزدل ہوتے ہیں ان میں حقیقی شجاعت نہیں ہوتی۔"

اب یہ مضمون اسی تبتل سے مسیح موعود (۔) نے نکالا ہے اور عام طور پر اس تبتل کے تعلق میں آپ کو یہ مضمون کہیں اور سنائی نہیں دے گا' کہیں اور آپ اس کو نہیں پڑھیں گے۔ صرف یہ حضرت اقدس مسیح موعود (۔) ہیں جنہوں نے ایسا شاندار طبعی نتیجہ نکالا ہے تبتل کا۔ غار حرا میں اب بھی جو جانے والے جاتے ہیں اور جھانک کے دیکھتے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ وہ ایسی جگہ ہے اول تو اس کا چڑھنا مصیبت اور پھر اکیلے سفر کرنا اور غار میں جا کے بیٹھے رہنا آج کل بھی جو کمزور دل والے ہیں ان کو ڈر لگتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کا کئی کئی دن وہاں جا کر ٹھہر جانا یہ آپؐ کی شجاعت کی علامت ہے۔ آپؐ بہت بہادر تھے۔

پس وہ لوگ جو اندھیروں سے ڈرتے ہیں اور جنوں بھوتوں کا خوف کھاتے ہیں ان کے لئے یہ اسوۂ رسولؐ ایک بہت بڑی علامت ہے اس بات کی کہ خدا والے خوفزدہ نہیں ہوا کرتے۔ جب غیر اللہ کا تصور ہی اٹھ گیا ہو تو نقصان کس نے پہنچانا ہے۔ یہ مضمون ہے جو شجاعت اور توکل کے ساتھ جڑواں بھائیوں کی طرح ہے۔

الفضل 23 فروری 99ء

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔ مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت 2 روپے 50 پیسے

سلسلہ رفقاء

قسط اول

سہیل احمد ثاقب صاحب

## صالح، کراماتی، عاشقِ صادق

# حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی

مولانا غلام رسول صاحب راجیکی فاضل مربی سلسلہ احمدیہ کی زندگی خلوص قربانی توکل علی اللہ مصائب و مشکلات پر صبر، عشق سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ و حضرت اقدس مسیح موعود اور آپ کے مقدس خلفاء کی کامل اطاعت و فرمانبرداری کا آئینہ ہے اور آپ کو ایک طویل عرصہ تک تائید دین کے لئے مقبول خدمات کی توفیق ملی۔ آپ اپنی ابتدائی زندگی کے حالات کے بارے میں فرماتے ہیں:-

## میری پیدائش اور عہد طفولیت

میری والدہ ماجدہ کے بیان کے مطابق میں غالباً 1877ء اور 1879ء کے بین بین بھادوں کے مہینہ میں پیدا ہوا تھا۔ میری پیدائش پر میرے بڑے بھائی میاں تاج محمود صاحب نے اصرار کیا کہ اس کا نام غلام رسول رکھا جائے۔ چنانچہ والد صاحب محترم نے بھائی صاحب کی خاطر یہی نام تجویز فرما دیا۔ حسن اتفاق سے میرے بھائی صاحب مرحوم کا رکھا ہوا یہ نام میری زندگی کے لئے ایک پیشگوئی ثابت ہوا اور واقعی میرے مولا کریم نے مجھے (امام) وقت کی غلامی سے نواز لیا۔ میری والدہ ماجدہ نے بھی میری پیدائش سے پہلے رؤیا میں دیکھا تھا کہ ہمارے گھر میں ایک چراغ روشن ہوا ہے جس کی روشنی سے تمام گھر جگمگا اٹھا ہے۔

طفولیت کے کچھ سال گذارنے کے بعد میرے والد صاحب محترم نے مجھے قرآن مجید پڑھنے کے لئے گاؤں کے ایک مکتب میں بٹھا دیا اور اس کے بعد قصبہ مگووال کے پرائمری سکول میں داخل کر دیا۔ یہاں کی تعلیم سے فراغت پانے کے بعد میں قصبہ کنجاہ کے مڈل اسکول میں داخل ہوا مگر ہنوز تعلیم پوری نہ ہوئی تھی کہ میرے بڑے بھائی میاں تاج محمود صاحب کا بعمر ۲۳ سال انتقال ہو گیا۔ والد محترم جو پہلے ہی اپنے دو بیٹوں میاں حسام الدین اور میاں نجم الدین کے فوت ہو جانے کی وجہ سے کبیدہ خاطر اور دردمند رہتے تھے اس جوان عمر بیٹے کی فوتیدگی پر نہایت غمزدہ ہوئے اور مجھے ارشاد فرمایا کہ بیٹا! اب تم ہمارے پاس ہی رہا کرو۔ چنانچہ میں نے اسکول کی پڑھائی چھوڑ دی اور اپنے گاؤں میں ہی میاں محمد الدین صاحب کشمیری کے پاس پڑھنا شروع کر دیا۔ چونکہ میاں محمد الدین صاحب سکندر نامہ اور ابو الفضل تک فارسی زبان سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے مجھے ان کتابوں کے پڑھنے میں آسانی ہوئی۔ اس کے بعد میرے دل میں مثنوی مولانا روم پڑھنے کا اشتیاق پیدا ہوا اور میں والدین سے اجازت حاصل کر کے موضع گولیکی جو ہمارے گاؤں سے تخمیناً چار کوس کے فاصلہ پر واقع ہے مولوی امام الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مولوی صاحب موصوف نے پہلے تو پڑھانے سے کچھ تامل فرمایا مگر بعد میں یہ کہتے ہوئے کہ آپ بزرگوں کی اولاد ہیں مجھے مثنوی پڑھانے پر رضامند ہو گئے۔ تعلیم کے دوران میں آپ ہمارے بعض بزرگوں کی کرامتوں کا ذکر بھی فرمایا کرتے تھے اور بعض اہم امور کے لئے مجھے دعا کی تحریک بھی کیا کرتے تھے۔ میں ان دنوں اکثر صوم الوصال کے روزے رکھا کرتا اور شام کی نماز کے بعد سورہ یاسین۔ سورہ ملک۔ سورہ مزمل۔ درود اکبر۔ درود مستغاث۔ درود وصال اور حضرت شیخ عبدالقادر صاحب جیلانی علیہ الرحمۃ کے درود کبریت احمر کا وظیفہ بالالتزام کیا کرتا تھا۔ علاوہ ازیں موضع گولیکی اور موضع خوجیانوالی کے درمیان ریگستانی ٹیلوں پر محاسبہ و مراقبہ کی غرض سے جایا کرتا اور گھنٹوں یاد الٰہی میں تڑپ تڑپ کر روتا اور دعائیں کرتا رہتا تھا۔ اس زمانہ میں خلوت گزینی اور صحرا نشینی میرا بہت ہی محبوب مشغلہ تھا اور مجھے اس میں انتہائی لطف محسوس ہوتا تھا۔ مگر تاریک ماحول اور بچپن کی وجہ سے میں اس وقت کسی کامل انسان کی دستگیری سے محروم تھا۔ کیونکہ اس زمانہ میں جس قدر صوفی اور سجادہ نشین لوگ ہمارے علاقہ میں پائے جاتے تھے ان کے بیشتر مشاغل ہندو جوگیوں کی طرح کشف القبور، کشف القلوب، اور سلب امراض تک محدود تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں چشتی اور نقشبندی خاندانوں کی ریاضتیں بھی تصور شیخ کی مشرکانہ زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ ایسے حالات میں جبکہ میرے آس پاس کے لوگ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے تھے میرے لئے یہی چارۂ کار تھا کہ خداوند کریم کی ازلی رحمتیں اور شفقتیں میری دستگیری فرمائیں اور ان فیج اعوج کی گمراہیوں سے مجھے محفوظ رکھیں چنانچہ یہ خدا تعالیٰ کا سراسر فضل و احسان ہے کہ اس نے اپنی مخفی در مخفی حکمتوں کے ماتحت مجھے بچپن ہی سے ایسی راہوں پر چلایا جو آخر مجھے آستانۂ سرمدی پر لانے کا موجب ہوئیں ہے۔

(حیات قدسی حصہ اول ص 6 تا 8)

## میری بیعت کی تقریب

موضع گولیکی میں مثنوی مولانا روم پڑھتے ہوئے جب میں چوتھے دفتر تک پہنچا تو ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین صاحب (-) کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ حسن اتفاق سے پولیس کا ایک سپاہی نماز کے لئے (-) آنکلا۔ مولوی صاحب نے جب اس کے صافہ میں بندھی ہوئی ایک کتاب دیکھی تو آپ نے پڑھنے کے لئے اسے لینا چاہا مگر اس سپاہی نے آپ کو روک دیا۔ مولوی صاحب نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ یہ کتاب جس بزرگ ہستی کی ہے وہ میرا پیشوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم لوگ اسے پڑھ کر میرے پیشوا کو برا بھلا کہنے لگ جاؤ جسے میری غیرت برداشت نہیں کر سکے گی۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آپ بے فکر رہیئے ہم آپ کے پیشوا کے متعلق کوئی برا لفظ زبان پر نہیں لائیں گے۔ تب اس سپاہی نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو آپ بڑی خوشی سے اس کتاب کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ تین چار روز کے لئے اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کیونکہ اس وقت میں تعمیلات کے لئے بعض دوسرے دیہات کے دورہ پر جا رہا ہوں۔ واپسی پر یہ کتاب آپ سے لے لوں گا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے وہ کتاب سنبھال لی اور جاتے ہوئے گھر ساتھ لے گئے۔ دوسرے دن جب میرا کسی کام سے مولوی صاحب کے یہاں جانا ہوا تو میں نے وہی کتاب جو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کی تصنیف لطیف آئینہ کمالات اسلام تھی حضور اقدس کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحب کی بیٹھک میں دیکھی۔ جب میں نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کئے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی ؎

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے۔ جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحب کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق الٹا تو حضور اقدس کا یہ منظومۂ گرامی تحریر پایا ؎

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دین محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ ؎

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس کا نام ملحد و دجال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تاسف پیدا ہوا۔ اب مجھے انتظار تھا کہ مولوی امام الدین صاحب اندرون خانہ سے بیٹھک میں آئیں تو میں آپ سے اس پاکیزہ سرشت بزرگ کا حال دریافت کروں۔ چنانچہ جب مولوی صاحب بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظومات عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے۔ اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ

دنیا بھر میں یہ شخص بہت بڑا عاشق رسول ہے۔

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدس کے دعوئے عیسویت اور مہدویت کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے 1897ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

چنانچہ حضور اقدس کی طرف سے مولانا عبدالکریم صاحب کا نوشتہ خط جو میری قبولیت بیعت کے متعلق تھا مجھے پہنچ گیا میں نے جب یہ خط مولوی امام الدین صاحب کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آپ نے بیعت کرنے میں جلدی کی ہے مناسب ہوتا اگر آپ تسلی کے لئے پوری پوری تحقیق کر لیتے۔ میں نے کہا میری تسلی خدا کے فضل سے ہو گئی ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے وہ مرسلہ رسائل جو حضور اقدس نے قادیان سے میرے نام ارسال فرمائے تھے پڑھنا شروع کر دیئے۔ ان رسالوں کے مطالعہ سے مولوی صاحب کو تو اس وقت فائدہ ہوا یا نہیں مگر مجھے ان کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوا کہ جیسے میں ایک تاریک دنیا سے نکل کر روشنی کے عالم میں آ گیا ہوں۔

آخر مولوی صاحب کو بھی خدا تعالیٰ نے حضور اقدس کی کتابوں کے مطالعہ سے ہدایت بخشی اور 1899ء میں میرے ساتھ حضور اقدس کی دستی بیعت کے لئے قادیان روانہ ہو گئے۔

(حیات قدسی حصہ اول ص 16 تا 19)

## ایک عجیب نشان

جب میں اور مولوی امام الدین صاحب قادیان مقدس پہنچے اور بیت مبارک پر جانے کے لئے اس کے اندرونی زینہ پر چڑھنے لگے تو میں وہیں کھڑے حضور اقدس کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نذرانہ کی رقم نکالنے لگ گیا اور مولوی صاحب اتنی دیر میں بیت کے اوپر بارگاہ (عالی) میں جا پہنچے حضور اقدس نے مولوی صاحب کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہی فرمایا:-

"وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آ رہا تھا اس کو بلاؤ۔"

چنانچہ مولوی صاحب واپس لوٹے اور زینہ پر آ کر کہنے لگے میاں غلام رسول آپ کو حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی حضور

کی خدمت عالیہ میں جا پہنچا اور جب مصافحہ اور دیدار مسیح سے مشرف ہوا تو اس وقت مجھ پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں بے ساختہ حضور کے قدموں پر گر گیا اور روتے روتے میری ہچکی بندھ گئی۔ حضور انور اس وقت نہایت ہی شفقت سے میرے سر اور میری پیٹھ پر دست مسیحائی پھیرتے جاتے تھے اور مجھے دلاسا دیتے جاتے تھے۔ جب میری طبیعت کچھ سنبھلی تو میں نے اپنے سر نیاز کو حضور کے پائے عالی سے اٹھایا اور مولوی امام صاحب اور بعض دیگر رفقاء کی معیت میں حضور کے دست بیعت سے شاد کام ہوا۔ اس دوران میں یہ عجیب واقعہ رونما ہوا کہ حضور اقدس نے مجھے دیکھے بغیر اور مولوی امام الدین صاحب سے بے پوچھے ہی یہ ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آ رہا تھا اس کو بلاؤ۔ یقیناً یہ بات حضور اقدس کے متعلق لانہ یری بنور اللہ کی ایک دلیل ہے اور میرے لئے ایک نشان ہے۔

(حیات قدسی حصہ اول ص 19-20)

## آپ تو حکیم ہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود کے عین حیات میں جب اللہ تعالیٰ نے میری (دعوت الی اللہ) کے ذریعہ سے میری برادری کے عام لوگوں پر اور گردونواح کے دیہات پر اتمام حجت فرمادی تو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود ہمارے گاؤں تشریف لائے ہیں اور میرے چچا زاد بھائیوں حافظ غلام حسین صاحب اور حافظ فضل حسین صاحب کی ڈیوڑھی میں کھڑے ہو کر ان کو احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے زجر فرما رہے ہیں اور میری طرف متوجہ ہو کر حضور فرماتے ہیں۔

"آپ تو حکیم ہیں"

(حیات قدسی حصہ دوم، ص 82)

## سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب کی شفقت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کے عہد مبارک میں جب بھی میں قادیان مقدس حاضر ہوتا تو اکثر حضرت مولانا نورالدین صاحب مجھے طب پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے اور یہ بھی فرمایا کرتے کہ آپ ذہین آدمی ہیں اس لئے میں آپ کو جلد ہی طب کا علم پڑھا دوں گا۔ اس کے جواب میں یہی عرض کرتا رہا کہ مجھے تصوف کے بغیر اور کسی علم سے شغف نہیں اس لئے معذور ہوں آخر جب اسی طرح کئی سال گذر گئے تو ایک دن حضرت مولانا صاحب مہمان خانہ میں تشریف لائے اور ایک طب کی کتاب میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا اب تو میں آپ کو پڑھا کر ہی چھوڑوں گا۔ میں نے جب حضور کی یہ شفقت دیکھی تو پڑھنے پر مجبور ہو گیا اور حضور سے طب کی بعض کتابیں بالاسباق پڑھتا رہا۔ اس کے بعد آپ کی توجہ سے مجھے اس علم کا اتنا شوق پیدا ہوا کہ میں نے بعض نسخے راہ چلتے مسافروں سے بھی پوچھے ہیں اور ان سے فائدہ اٹھایا ہے اور پھر آج تک جو جو مجربات میں نے ہندوستان کے (دعوت الی اللہ کے) سفروں کے ذریعے اکٹھے کئے ہیں ان کو اگر یکجا کیا جائے تو مجھے امید ہے کہ ان سے سینکڑوں صفحات کی کتاب مرتب ہو سکتی ہے اور ان میں سے اکثر نسخے ایسے صدری مجربات سے ہیں جو بعض خاندانوں میں پشت ہا پشت سے مخفی چلے آئے ہیں اور عام لوگ ان سے واقف نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں تشخیص و علاج کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے مجھے کئی ایسے مریضوں کے بارہ میں کامیابی عطا فرمائی ہے جو ہندوستان کے بعض مشہور اطباء سے مایوس ہو چکے تھے۔

(حیات قدسی حصہ دوم ص 82-81)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے نزدیک آپ کا مقام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایک خطبہ میں فرماتے ہیں:-

"مولوی محمد اسماعیل صاحب اور مولوی راجیکی صاحب (رفقاء) میں سے...... چوٹی کے علماء ہیں اور انہوں نے سلسلہ کی مشکلات کے وقت میری اعانت بھی کی ہے۔ اور اخلاص کے ساتھ سلسلہ کے کام کرتے رہے ہیں جن کے لئے میں جزاکم اللہ کہتا ہوں۔ اور میرے دل سے ان کے لئے دعا نکلتی ہے۔"

(الفضل مورخہ 10۔ دسمبر 1938ء)

ایک اور خطبہ میں حضور نے فرمایا:-

"میں سمجھتا ہوں۔ کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا اللہ تعالیٰ نے جو بحر کھولا ہے۔ وہ بھی زیادہ تر اسی زمانہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے ان کی علمی حالت ایسی نہیں تھی۔ بلکہ بعد میں جیسے یکدم کسی کو پستی سے اٹھا کر بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو مقبولیت عطا فرمائی۔ اور ان کے علم میں ایسی وسعت پیدا کر دی کہ صوفی مزاج لوگوں کے لئے ان کی تقریر بہت ہی دلچسپ، دلوں پر اثر کرنے والی اور شبہات و وساوس دور کرنے والی ہوتی ہے۔"

(الفضل مورخہ 8۔ نومبر 1940ء)

## حضرت مسیح موعود کی مجالس میں

رفقائے احمد میں حضرت مولوی صاحب کے بارے میں درج ہے کہ پہلی بار جب آپ کو 1899ء کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی تو آپ نے دوبارہ دستی بیعت بھی کی تھی۔ ان ایام میں حضرت اقدس خدام کی معیت میں کھانا تناول فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ کو بھی حضور کی معیت میں کھانا کھانے بلکہ حضور کا پس خوردہ کھانا نصیب ہوا۔ ایک دفعہ جب آپ زیارت کے لئے قادیان حاضر ہوئے۔ تو آپ کے پاس رقم نذرانہ کے لئے نہ تھی۔ آپ نے دو آنہ کے پتاشے خرید کر حضور کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے۔ اور حضور نے بڑی مسرت سے قبول فرمائے اور اندرون خانہ بھجوا دیئے۔ جن ایام میں حضرت اقدس بڑے باغ میں خیمہ زن تھے۔ مولوی صاحب نے کرتہ کے بٹن کھول کر عرض کیا کہ حضور میرے سینہ پر پھونک ماریں۔ اور دست مبارک بھی پھیریں حضور نے ازراہ کرم ایسا ہی کیا۔

(رفقائے احمد جلد نمبر 8 ص 8)

## تکالیف پر صبر و ثبات اور اعلائے کلمۃ اللہ میں استقلال

حضرت مولوی صاحب اپنی زندگی کے اکثر حصہ میں اعصابی امراض کا شکار رہے ہیں۔ لیکن باوجود شدید تکلیف کے آپ نے کبھی شکوہ لفظ زبان پر نہیں لایا۔ اور صبر و تسلیم کے رنگ میں ہر وقت دینی امور کی سرانجام دہی کے لئے مستعد رہے۔ آپ نے سالہا سال تک (بیت) اقصیٰ قادیان میں رمضان المبارک میں درس دیا۔ کئی دفعہ شدید دماغی محنت کے باعث اعصابی دورہ کا حملہ ہو جاتا۔ اور آپ کی آنکھوں اور چہرہ پر تشنج کی کھچاوٹ پیدا ہو جاتی۔ لیکن آپ ایسی حالت میں بھی درس القرآن میں مصروف رہتے۔ بعض دوست ہمدردی کے باعث آرام کا مشورہ دیتے۔ تو آپ پنجابی زبان کی کہاوت بیان کرتے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اگر گڑ کھاتے ہوئے کسی کی موت واقع ہو۔ تو ہونے دو۔ اور فرماتے، کہ اگر میری موت کلام الٰہی سناتے ہوئے واقع ہو جائے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہو گی۔

(رفقائے احمد جلد 8 نمبر ص 33)

## دعائے مستجاب

حضرت مولوی صاحب اپنی خود نوشت سوانح میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ میں ضلع سرگودھا میں بسلسلہ (دعوت الی اللہ) سفر پر تھا۔ کہ میرا لڑکا عزیز مبشر احمد جس کی اس وقت چار پانچ سال کی عمر تھی۔ تپ محرقہ میں مبتلا ہو گیا۔ جب بخار کو آتے ہوئے 29 روز ہو گئے۔ اور اس میں کچھ افاقہ نہ ہوا۔ اور بخار کے ساتھ آنکھیں متورم ہو گئیں اور ان میں پیپ پڑ گئی۔ تو حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب (-) نے مع دوسرے ڈاکٹروں کے جو اس کے معالج تھے سخت تشویش کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ اول تو بچے کی زیست کی کوئی امید نہیں۔ لیکن اگر وہ جانبر ہو گیا تو بھی اس کی آنکھیں بالکل ضائع ہو جائیں گی۔

اسی دوران میں دفتر نظارت دعوت (-) کی طرف سے مجھے تار آیا۔ کہ بچے کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ فوراً قادیان پہنچیں۔ چنانچہ میں قادیان آ گیا۔

جب میں نے بچہ کو اس تشویشناک حالت میں دیکھا۔ تو بہت بے چین ہوا۔ اور فوراً وضو کر کے ایک عریضہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ اور خود ایک کوٹھڑی میں داخل ہو کر اور اس کا دروازہ بند کر کے دعا میں مصروف ہوا اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے اضطرار کی حالت میسر آ گئی اور روح پگھل کر آستانہ الوہیت پر پانی کی طرح بہنے لگی اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ جب میں آدھ یا پون گھنٹہ کے بعد کوٹھڑی سے باہر نکلا۔ اور بچے کو دیکھا۔ تو اس کا تپ اترا ہوا تھا۔

(حیات قدسی حصہ چہارم، ص 12، 11)

## قبولیت دعا کا ثمرہ

حضرت مولانا راجیکی صاحب اور آپ کے بھائی میاں غلام حیدر صاحب سفر میں تھے۔ رات کے دس بجے بمقام کاموکے پہنچے۔ بھائی صاحب کو بخار محسوس ہو رہا تھا۔ ان کو بیت میں جہاں ایک اور مسافر بھی تھا لٹا کر بازار گئے۔ جو بند تھا۔ اس لئے کھانا نہ ملا۔ بھائی کا بخار تیز ہو گیا۔ اور فکر ہوا۔ کہ غریب الوطنی میں حالت زیادہ خراب ہو گئی تو کیا بنے گا۔ آپ سجدہ میں گر گئے۔ اور گڑگڑا کر دعا کی۔ ناک صاف کرنے کے لئے دروازہ کھول کر بیت سے باہر گئے۔ تو وہاں ایک شخص گرم گرم روٹیاں اور گرم گرم سالن اور حلوے کا طشت لئے کھڑا تھا۔ اس نے کہا کہ یہ آپ ہی کے لئے لایا ہوں۔ اور پوچھنے پر کہا۔ کہ برتن بیت میں ہی رہنے دیں۔ چنانچہ تینوں نے یہ کھانا کھایا اور برتن وہیں رکھ دیئے۔ صبح اٹھے تینوں وہیں تھے۔ کنڈی بدستور لگی ہوئی تھی۔ لیکن برتن غائب تھے۔

(رفقائے احمد جلد نمبر 8 ص 43)

### توبہ کر کے تم نے ایک نیا جنم لیا ہے:-

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"آج تم لوگوں نے توبہ کی ہے اگر سچے دل سے کی ہے تو پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے اب اس وقت سے پھر نیا حساب کتاب شروع ہو گا۔ فرشتوں کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے گذشتہ اعمال نامے سب چاک کر دیویں اور تم نے اب ایک نیا جنم لیا ہے یاد رکھو کہ جیسے ایک آقا نے اپنے غلام کے بہت سے گناہ معاف کر دیئے ہوں اور اسے تاکید ہو کہ اب کرو گے تو سخت سزا ہو گی۔ پھر اگر وہ کوئی قصور کرے تو اسے سخت غصہ آتا ہے۔ ایسا ہی حال خدا کا ہے۔ خدا قہار ہے۔ اگر اس کے بعد کوئی باز نہ آیا تو اس کا غضب بھڑکے گا۔ جیسے وہ ستار ہے ویسا ہی منتقم اور غیور بھی ہے۔ قرآن کو بہت پڑھو نمازوں کو ادا کرو۔ عورتوں کو سمجھاؤ۔ بچوں کو نصیحت کرو۔ کوئی عمل اور بدعت ایسی نہ کرو جس سے خدا تعالیٰ ناراض ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تم میں اور دوسرے لوگوں میں فرق کر کے دکھلا دے گا۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 140)

انجینئر عطاء الحی ناصر باجوہ

# نہری آبپاشی اور بھل صفائی

آب پاشی کا فن تقریباً اتنا ہی قدیم ہے جتنا کہ انسانی تہذیب کا علم۔ آج کی قابل استعمال پرانی ترین نہر 1900 قبل مسیح میں مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام نے تعمیر کرائی تھی جب آپ اس وقت کے فرعون کے شاہی مشیر تھے۔ مصر ہی میں دنیا کا قدیم ترین ڈیم بھی موجود ہے جو مبینہ طور پر 3000 قبل مسیح میں دریائے نیل پر تعمیر کیا گیا تھا۔ قدیم مصری اپنی زرعی زمینوں کو دریائی پانی سے سیراب کیا کرتے تھے اور ان کی خوراک کا انحصار زیادہ تر زرعی پیداوار پر ہی تھا۔

پاکستان کا نہری آب پاشی کا نظام دنیا کا تیسرا بڑا نظام ہے جس میں قریباً ساڑھے تین کروڑ ایکڑ اراضی کو ستر ہزار کلو میٹر لمبائی کی نہریں اور راجباہ سیراب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض علاقوں میں ٹیوب ویل بھی خشک موسم میں پانی کی تسلی بخش ترسیل ممکن بناتے ہیں۔ پاکستان کا جغرافیائی محل وقوع اس طرح پر ہے کہ یہاں کی آب وہوا نیم خشک (Semi Arid) ہے اور بارش محدود پیمانے پر ہوتی ہے۔ دریں صورتحال بڑھتی ہوئی آبادی نے خوراک کی ہمیشہ سے زیادہ اور مستقل اضافہ پذیر طلب کو جنم دیا ہے۔ آبپاشی کے علم (Irrigation Engineering) کی اہمیت اس امر سے واضح ہے کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے جبکہ نظام آبپاشی ہمارے قومی بدن کے لئے دوران خون کی حیثیت رکھتا ہے جس میں گویا آبی شریانیں زندگی بخش آب تازہ ہماری سونا اگلتی سوہنی دھرتی کو مہیا کرتی ہیں۔

زیر نظر مضمون میں وطن عزیز کے نہری آبپاشی نظام کا موجودہ بھل صفائی مہم کے تناظر میں جائزہ لیا جائے گا۔ نظام آبپاشی کے اجزاء کا تعارف ’نہر ڈیزائن کرنے کے بنیادی اصول‘ بھل کا تعارف ’بھل جمع ہونے کی وجوہات اس کے نقصانات اور بھل کنٹرول کرنے کے طریقے زیر بحث لائے جائیں گے۔

## پانی کا سفر-دریا سے کھیت تک

کسان کو اپنے کھیت کی دہلیز پر جو پانی حاصل ہوتا ہے وہ ایک طویل راستہ طے کرنے کے بعد وہاں تک پہنچا ہوتا ہے۔ سب سے پہلے دریا میں ایک بیراج (Barrage) تعمیر کیا جاتا ہے جو کہ دراصل دریا میں ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک تعمیر شدہ ایک قسم کی دیوار ہوتی ہے جس کے بنانے کا مقصد پانی کی سطح کو اونچا کرنا ہوتا ہے تاکہ پانی کشش ثقل کے تحت خود بخود بہہ کر نہروں میں اور وہاں سے مطلوبہ اراضی تک پہنچ سکے۔ پاکستان میں کل 17 بیراج ہیں جو مختلف دریاؤں میں اہم مقامات پر بنائے گئے ہیں اور ان سے بیسیوں نہریں نکالی گئی ہیں۔ بیراج پانی ذخیرہ نہیں کر سکتا صرف اس کی سطح مطلوبہ حد تک بلند کرنے کے کام آتا ہے۔ اسے بعض اوقات ہیڈ ورکس (Headworks) بھی کہا جاتا ہے اور یہ آہنی گیٹوں کے استعمال سے پانی کی سطح کو کم و بیش کرنا ممکن بناتا ہے۔

بیراج سے نہریں نکالی جاتی ہیں۔ عموماً دریا سے براہ راست نکلنے والی نہر اپنے سائز کے اعتبار سے کافی بڑی ہوتی ہے۔ اگر یہ ایک رابطہ نہر (Link Canal) ہے یعنی صرف ایک بیراج سے دوسرے بیراج تک پانی پہنچاتی ہے تو پھر اس میں سے راستے میں کوئی موگھا (Outlet) نہیں دیا جاتا۔ بصورت دیگر ایک طے شدہ نظام کے تحت مزید چھوٹی آبی گزرگاہوں یعنی راجباہوں (Minors) اور ڈسٹری بیوٹریز سے بہتا ہوا گزرتا ہے اور اس سارے راستے میں تھوڑے تھوڑے وقفے سے موگھے مہیا کئے جاتے ہیں۔ یہاں سے آگے پھر پانی کاشتکار کے اندرونی کھال (Watercourse) کا راستہ اختیار کرتا ہے اور آخرکار کھیت تک پہنچ کر پیاسی زمین کو سیراب کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ نہر کے اختتامی حصہ کو ٹیل (Tail) اور ابتدائی حصہ کو ہیڈ (Head) کہا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں یہ درمیانی فاصلہ سینکڑوں کلو میٹر تک بھی ہو سکتا ہے۔

ایسا بیراج جس میں پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت ہو ڈیم کہلاتا ہے۔ ڈیم عموماً میدانی علاقوں میں تعمیر نہیں کئے جاسکتے بلکہ پہاڑی علاقے جن میں کم سے کم اطراف میں دیوار کی تعمیر سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہو سکیں ڈیم کی تعمیر کے لئے بہترین ہیں۔ ڈیم میں پانی کی سطح کئی سو فٹ تک اونچی کر لی جاتی ہے اور ذخیرہ شدہ پانی کو آب پاشی اور برقی توانائی کے حصول کے دوہرے مقصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ پانی ایک زیر دباؤ پائپ لائن (Penstock) کے ذریعے ڈیم سے حاصل کیا جاتا ہے اور ٹربائین کے ذریعے جنریٹر کو حرکی توانائی مہیا کرتا ہے۔ اس استعمال شدہ پانی کے علاوہ ڈیم سے آبپاشی کی سرنگوں کے ذریعے براہ راست بھی پانی نہروں میں ڈالا جاتا ہے۔ خشک سالی کی صورت میں ڈیم میں ذخیرہ شدہ پانی ہی فصلوں کو زندگی کی نوید دیتا ہے۔

## نہر کا ڈیزائن-چند بنیادی اصول

نہر بلحاظ ڈیزائن دو قسم کی ہوتی ہے۔ پکی نہر (Lined Canal) اور کچی نہر (Unlined Canal) دونوں قسم کی نہروں کا ڈیزائن مختلف ہے۔ اس ضمن میں پانی میں موجود خاکی ذرات (Sediments) کا کردار انتہائی اہم ہے۔ انہی خاکی ذرات کی موجودگی کے باعث ہی پانی گدلا نظر آتا ہے اور یہی ذرات اگر پانی سے علیحدہ ہو جائیں تو بھل (Silt) کی صورت میں نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ بہتا پانی اپنی حرکی توانائی کے باعث ان خاکی ذرات کی ایک خاص مقدار اپنے ساتھ اٹھانے کی استطاعت رکھتا ہے جبکہ پانی کی حرکی توانائی کا براہ راست تعلق نہر کے پیندے کی طولی ڈھلان (Longitudinal Bed Slope) سے ہے۔ ڈھلان تیز (Steeper) ہونے کی صورت میں پانی زیادہ تیز رفتار سے بہتا ہے اور نسبتاً زیادہ مقدار میں خاکی ذرات سہار سکتا ہے۔ بصورت دیگر یہی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ ایک پکی نہر کا ڈیزائن اس اصول پر کیا جاتا ہے کہ نہر کو ایسی طولی ڈھلوان مہیا کی جائے جس کی موجودگی میں پانی کی توانائی ایک خاص حد سے کم نہ ہونے پائے اور وہ تمام خاکی ذرات جو نہر میں داخل ہوتے ہیں نیچے بیٹھ کر جمع ہوئے بغیر آگے نکل جائیں۔ خاکی ذرات کا بھل کی صورت میں نیچے جمع ہونا Accretion کہلاتا ہے۔ عموماً پکی نہر میں بھل کا مسئلہ کم پیدا ہوتا ہے چونکہ اس کی ڈھلان تیز ہوتی ہے اور خاکی ذرات پانی کی تیز رفتاری کی وجہ سے معلق حالت میں یا پیندے پہ لڑھکتے ہوئے اپنا سفر جاری رکھتے ہیں۔

مقابلتاً ایک کچی نہر کا ڈیزائن نسبتاً پیچیدہ معاملہ ہے۔ اگرچہ تیز طولی ڈھلان سے Accretion کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے لیکن دیکھئے دوسری طرف یہی پانی اب اپنی استطاعت سے کم خاکی ذرات اٹھائے ہوئے ہے۔ لہٰذا یہ Silt Hungry پانی اب نہر کے کنارے اور پیندے کھانا شروع کر دیتا ہے تاکہ اپنی خاکی ذرات کی ضرورت کو پورا کر سکے۔ اس مظہر فطرت کو Retrogression کی اصطلاح سے پہچانا جاتا ہے۔ سائنس کے طلباء کے لئے کسی محلول میں منحل کی حل پذیری کی مثال دینا چاہوں گا جو کہ محلول کے درجہ حرارت پر انحصار کرتی ہے۔ اگر محلول کا درجہ حرارت بڑھایا جائے تو مزید منحل اسی محلول میں آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچی نہر کا ڈیزائن کرنا دراصل ایک باریک تار پر چلنا ہے۔ ایک مثالی کچی نہر میں پانی کی توانائی اتنی ہوتی ہے کہ وہ نہ تو خاکی ذرات نیچے چھوڑتا ہے اور نہ ہی مزید ذرات پیندے سے اٹھاتا ہے۔ ایسی نہر میں زیادہ عرصہ تک چلنے کے باوجود Accretion یا Retrogression نہیں ہوتا۔ بدقسمتی سے جدید ترین تحقیق کے باوجود ابھی تک انجینئرز کسی ایک ایسے جامع نظریئے پر متفق نہیں ہو سکے جو ہر قسم کے خاکی ذرات اور تعمیراتی مٹی کے ساتھ ایک کلیتہً Stable کچی نہر ڈیزائن کرنے میں کامیاب ہو۔ البتہ جزوی طور پر کامیاب نظریئے موجود ہیں۔

## خاکی ذرات کی اہمیت

(Importance of Sediments)

دریا اپنے نقطۂ آغاز ہی سے چٹانوں کی رگڑائی (Erosion) اور توڑ پھوڑ کا باعث بنتے ہیں۔ شروع میں یہ ذرات حجم میں کافی بڑے ہوتے ہیں۔ بعض اوقات پہاڑی دریاؤں کی تند و تیز لہریں بڑے بڑے پتھر بھی ساتھ بہالاتی ہیں۔ لیکن جوں جوں یہ دریا سفر کرتے ہوئے نسبتاً میدانی علاقوں تک پہنچتے ہیں ان اجسام کا سائز چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے۔ آخرکار یہ ریت اور مٹی کی صورت میں بہتے پانی میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہی Silt یا بھل ہے۔ ایک سائنسدان کی نظر میں دریائی پانی کا بہاؤ دراصل Sediments ہی کی مستقل نقل و حرکت کا ذریعہ ہے۔ یہ ذرات جو پانی کو گدلا کرتے ہیں اور بظاہر انتہائی حقیر نظر آتے ہیں اگر غور کیا جائے تو محیر العقول پیمانے پر کارفرما ہیں۔ مثلاً دریائے ستلج سالانہ ساڑھے تین کروڑ ٹن جبکہ دریائے سندھ سالانہ 44 کروڑ ٹن وزن کے برابر ذرات لے کر تربیلا ڈیم سے گزرتا ہے۔ چین کا ایک مشہور دریا Yangteze River اپنے 61 پاؤنڈ فی مکعب فٹ ذراتی وزن کی وجہ سے زرد دریا کہلاتا ہے۔ اسی طرح تربیلا ڈیم کی آبی ذخیرگاہ (Reservoir) جو کہ 1975ء میں 9.3 ملین ایکڑ فٹ تھی، بھل جمع ہوتے رہنے سے 2025ء میں صرف 1.0 ملین ایکڑ فٹ رہ جائے گی۔ منگلا ڈیم کی ذخیرگاہ تب تک اپنی ابتدائی آبی صلاحیت کا 30 فیصد ضائع کر چکی ہوگی۔ قارئین نوٹ کریں کہ چونکہ ذخیرگاہ میں پانی کے بہاؤ کی رفتار صفر ہو جاتی ہے لہٰذا تمام معلق ذرات نیچے بیٹھ جاتے ہیں۔ سالہا سال کے عمل کے نتیجے میں اس بھل کی کئی فٹ موٹی تہہ ڈیموں کی پانی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت کو شدید طور پر متاثر کرتی ہے۔

## بھل جمع ہونے کی وجوہ

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ایک مثالی نہر میں اصولی طور پر بھل جمع نہیں ہونی چاہئے لیکن پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے نہری نظام میں تمام نہروں ہی میں ’کم یا زیادہ‘ یہ مسئلہ موجود ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں ہزاروں کلو میٹر طویل آبی گذرگاہوں کی اکثریت معاشی وجوہ کی بناء پر کچی ہو، بھل صفائی کی ضرورت اور بھی سنگین صورت میں سامنے آتی ہے۔ اس عمل پر سالانہ خطیر رقوم خرچ کرنا پڑتی ہیں۔ راقم الحروف کے نقطۂ نظر سے اس مسئلے کی چند ممکنہ وجوہ درج ذیل ہیں۔

(I) ہماری اکثر نہریں اس اصول پر ڈیزائن کی گئی ہیں کہ وہ کٹاؤ کے مسئلے یعنی Retrogression سے کلیتہً محفوظ ہو جائیں۔ ان کی طولی ڈھلانیں مثالی ڈھلان (Regime Slope) سے عمداً کچھ آہستہ رکھی گئی ہیں تاکہ نہر اس دوسرے بڑے خطرے سے بچی رہے جس سے دوچار ہونے کی صورت میں کنارے گھل گھل کر بہت جلد بہہ جاتے ہیں۔ اس کی مثال کے طور پر تونسہ بیراج سے نکلنے والی مظفر گڑھ کینال ملاحظہ ہو جس میں یہ مرض کافی شدت سے نمودار ہو چکا ہے۔ بعض مقامات پر نہر کا پاٹ اپنی اصل چوڑائی سے 40 فٹ تک بڑھ چکا ہے۔

(II) ہمارا رابطہ نہروں کا نظام 1960ء کے سندھ طاس معاہدے کے نتیجے میں نمودار ہوا۔ اس معاہدے کی رو سے شرقی دریا یعنی ستلج، راوی اور بیاس بھارت کو دے دیئے گئے جبکہ

غربی دریا یعنی جہلم، چناب اور سندھ کے حقوق پاکستان کو دے دیئے گئے۔ رابطہ نہروں کو شرقی دریاؤں میں پانی کی کمی کو پورا کرنے اور غربی دریاؤں کا پانی متاثرہ علاقوں میں پہنچانے کے لئے استعمال میں لایا گیا۔ مثال کے طور پر قادر آباد بلوکی رابطہ نہر چناب کا پانی راوی تک اور بلوکی سلیمانکی رابطہ نہر یہی پانی ستلج تک لے جاتی ہے۔ ان نہروں کی تعمیر سے پہلے جو پانی ہماری شرقی نہروں میں بہہ رہا تھا اس میں معلق ذرات کا ایک نازک توازن ان نہروں کی پینڈے اور کنارے کی مٹی کے ساتھ تشکیل پا چکا تھا اور یہ نہریں خاصی حد تک Stable تھیں لیکن بعد ازاں انہی نہروں میں غربی دریاؤں کا پانی بہنے لگا جو نسبتاً موٹے (Coarser) خاکی ذرات رکھتا ہے۔ اس طرح سے ان نہروں کا توازن بگڑ گیا جو کہ بھل کے مسئلے کی صورت میں ظاہر ہوا۔

(iii) ہر بیراج پر نہروں میں پانی کے ساتھ داخل ہونے والے Sediment کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ان تدابیر کی تفصیل آگے آئے گی۔ اگر یہ بھل کنٹرول طریقے مؤثر نہ رہے ہوں یا حادثاتی طور پر بہت زیادہ Sediments سے لدا ہوا پانی نہروں میں داخل ہو جائے تو نہریں بعد ازاں بھل سے اٹ جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے سیلاب کی صورت میں نہریں بند کر دی جاتی ہیں۔

(iV) بعض بیراج دریا میں قدرتی گولائی (Curve) کے مقام پر واقع ہیں۔ ایسی صورت میں جو نہریں Curve کے بیرونی کنارے سے جنم لیتی ہیں ان میں کم اور اندرونی کنارے سے نکلنے والی نہروں میں مقابلتاً زیادہ Silt جاتی ہے۔ مثال کے طور پر سکھر بیراج میں بائیں کنارے کی نہریں نسبتاً صاف جبکہ دائیں کنارے سے نکلنے والی نہروں میں کئی فٹ تک مٹی جمع ہو چکی ہے۔ اسی طرح کوٹری بیراج کی دائیں کنارے کی نہریں بھل کے مسئلے سے زیادہ دوچار ہیں۔

## بھل کے نقصانات

آبی گذر گاہوں میں بھل جمع ہونے سے ان کی پانی پہنچانے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے۔ پانی بعض صورتوں میں کناروں سے چھلک جاتا ہے جس کے نتیجے میں کناروں کو زیادہ مضبوط اور اونچا کرنا پڑتا ہے۔ نہری کٹاؤ (Breach) کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ پانی کی سطح بلند ہونے سے رساؤ (Infiltration) زیادہ ہوتا ہے جس سے سیم کے امکانات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ٹیل کے قریب رہنے والے کاشتکاروں کو ضرورت سے کم پانی میسر آتا ہے۔

## بھل کنٹرول کرنے کے طریقے

(Silt Control Methods)

نہری نظام آبپاشی میں بھل کنٹرول کرنے کے لئے ایک مرحلہ وار حکمت عملی اختیار کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ بیراج سے لے کر موگھوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے کہ زائد خاکی ذرات سسٹم میں داخل ہی نہ ہو سکیں اور اگر ہو جائیں تو بعد ازاں نہر سے باہر خارج کر دیئے جائیں۔ باقی ماندہ ذرات منصفانہ طریق پر (Equitably) نوزائیدہ راجباہوں اور موگھوں میں تقسیم ہونے چاہئیں۔

مندرجہ ذیل چار مراحل زیادہ اہم ہیں۔

(i) ہیڈ ورکس پر ہر ممکن حد تک Silt کو نہروں میں جانے سے روکا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لئے خاص تنصیبات عمل میں لائی جاتی ہیں۔ یہ عمل Silt Exclusion کہلاتا ہے اور اس کی بنیاد اس نظریئے پر ہے کہ بہتے پانی کے زیریں حصہ میں نسبتاً زیادہ مقدار میں ذرات شامل ہوتے ہیں۔ ان کا ایک حصہ معلق حالت میں جبکہ دوسرا پینڈے کے ساتھ لڑھک رہا ہوتا ہے۔ اس نچلے پانی کو علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور نہر میں صرف بالائی نسبتاً صاف پانی داخل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہیڈ ورکس پر بہاؤ مخالف سمت میں تقاسم دیواریں (Divide Walls) تعمیر کی جاتی ہیں جو نہر کے ہیڈ کے سامنے نسبتاً ساکن پانی کا ایک تالاب سا بنانے میں مدد دیتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں زائد Silt نیچے بیٹھ جاتی ہے۔ جسے بعد ازاں بیراج کے خاص گیٹوں (Undersluice) کے ذریعے دھو کر نیچے دریا میں دھکیل دیا جاتا ہے۔

(ii) نہر میں داخل ہونے والی Silt باہر نکالنے کے عمل کو Silt Ejection کہا جاتا ہے۔ Silt Ejector کئی قسم کے ہوتے ہیں مثلاً Tunnel Type

Guide vane type. Vortex tube type

اور Settling Basin type ان کی تقابلی اہلیت کا انحصار صورتحال پر ہے۔ اور موقع محل کے لحاظ سے ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ ان کے ڈیزائن کی تفصیل میں جانا ضروری نہیں۔

(iii) موگھوں کا ڈیزائن اس طرح سے کیا جاتا ہے کہ وہ پانی کے ساتھ ساتھ اپنا Sediment کا جائز حصہ بھی وصول کرنے کے قابل ہوں۔ عموماً یہ حصہ تناسبی حصے سے تھوڑا زیادہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک موگھا نہر کے کل پانی کا دس فیصد وصول کر رہا ہے تو اسے خاکی ذرات کا دس فیصد نہیں بلکہ پندرہ فیصد وصول کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بقایا 90 فیصد پانی باقی ماندہ 90 فیصد Silt کو لے کر نہیں چل سکتا۔

## بھل صفائی پر ایک نوٹ

ہمارے ہاں ہر سال وسیع پیمانے پر بھل صفائی کی ضرورت پیش آتی ہے باوجود اس کے کہ حکومت اپنے تمام ممکنہ وسائل کو بروئے کار لاتی ہے۔ ایک عظیم الشان نہری نظام میں تمام آبی گذر گاہوں کی ایک محدود وقت میں ہر سال باقاعدہ صفائی اپنی ذات میں ایک کار دارد ہے۔ راقم الحروف کے نقطہء نظر میں بھل صفائی اس مسئلے کا مستقل نہیں بلکہ ہنگامی حل ہے۔ کسی نہر میں بھل کا جمع ہونا ایک مریض میں مرض کی علامات ظاہر ہونے کے مترادف ہے اور بہتر یہ ہے کہ مریض کا علاج کیا جائے نہ کہ مرض کی علامات کو دبانے پر ایک زر کثیر صرف کیا جائے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ بھل سے متاثرہ نہروں پر تفصیلی تحقیق کے بعد ڈیزائن میں ضروری ردوبدل کیا جائے اور کچھ ایسا حل تلاش کیا جائے جس کے نتیجے میں نہریں Stable ہو جائیں۔ صرف اسی صورت میں بھل صفائی ایسے گراں بار عارضی حل سے نجات مل سکتی ہے۔

مسرور کریم بھٹی صاحب

## قاضی منصور احمد بھٹی صاحب

میرے پیارے والد صاحب 10 رمضان المبارک 19 دسمبر بروز اتوار 1999ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے بعمر 83 سال مولائے حقیقی سے جا ملے۔ ہمیں ان کی کمی کا شدت سے احساس ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں جان دی۔ ان کی وفات کا آخری وقت نہیں بھولتا۔ کہ ہم کچھ نہ کر سکے۔ ظاہر ہے خدا تعالیٰ کا حکم آچکا تھا۔ انسان کیا کر سکتا ہے۔

ہمارے والد صاحب بہت ہی اچھی صفات کے مالک تھے۔ نماز باجماعت کے بے حد عادی تھے۔ وفات سے ایک گھنٹہ قبل نماز ظہر بیت ناصر میں ادا کی۔ تبھی کسی کو ان کی وفات کا یقین نہیں آرہا تھا۔ تیز چلنے سے سانس پھول جاتا تھا۔ میری کوشش ہوتی تھی کہ موٹر سائیکل پر انہیں نماز پڑھانے لے جاؤں۔ مگر وہ پیدل چلنے کو ترجیح دیتے اور خوشی محسوس کرتے۔ نماز تہجد باقاعدگی سے پڑھتے۔ اپنی اولاد کے لئے بے حد دعائیں کرتے اور بہت فکر مند رہتے تھے۔ رمضان المبارک میں خصوصاً اٹھتے رہے خاکسار کو بیوی بچوں سمیت سحری کھاتے دیکھ کر بہت خوش ہوتے تھے۔ مریضوں کے لئے بہت دعائیں کرتے اور جب تک مریض شفایاب نہ ہو جاتا۔ اس کے لئے بے چین رہتے۔

والد صاحب بے حد مہمان نواز تھے۔ مہمانوں کی وجہ سے گھر میں ہر وقت رونق رہتی تھی۔ جب تک مہمان کی تواضع نہ کر لیتے چین نہ آتا تھا۔ ہمدردی اور توجہ سے ہر ایک کا دکھ سنتے۔ دلاسہ دیتے اور حتی الوسع تکلیف دور کرنے کی کوشش کرتے۔ گھر آئے مریض کو بھی مہمان کا درجہ دیتے تھے۔

آپ کو جھوٹ اور ریاکاری سے سخت نفرت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بفضل خدا ساری اولاد میں جھوٹ بولنے کی عادت نہیں پائی جاتی۔ اپنی ساری اولاد کی تربیت بغیر ڈانٹ ڈپٹ کے بہت احسن طریق سے کی۔ آپ نے 1937ء سے ہومیوپیتھ پریکٹس شروع کی۔ پرانی پیچیدہ امراض کے ماہر تھے۔ اندرون اور بیرون ملک سے لوگ آپ کے پاس علاج کے لئے آتے تھے۔ اور کسی سے زیادہ پیسے کی لالچ نہیں کی۔ کبھی کسی کی طرف سے زائد پیسے آجاتے تو اگلی بار میں ضم کر لیتے غریبوں سے بہت ہمدردی تھی۔ ان کا علاج مفت کرتے اور مالی مدد بھی کرتے رہتے۔

والد صاحب کو ملکی حالات سے بہت دلچسپی تھی۔ اس لئے آپ اپنے حلقہ احباب میں بہت مقبول اور زندہ دل تصور کئے جاتے تھے۔ خاکسار کے بچوں سے خاص پیار اور دوستی تھی۔ میری بیگم اور میری بہنیں جو کہ ربوہ میں رہتی ہیں۔ بے حد خلا محسوس کرتی ہیں۔ آپ نے اپنی یادگار پانچ بیٹے تین بیٹیاں ماشاء اللہ 23 پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں 4 پڑنواسے نواسیاں اور 2 پڑپوتے چھوڑے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ اور آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

## آسٹریا

AUSTRIA

OSTERREICH)

یہ یورپ کا ایک خوبصورت ملک ہے اور برفانی کھیلوں اور قدرتی نظاروں کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کا رقبہ 32'375 مربع میل ہے۔

1990ء کے اعداد و شمار کے مطابق کل آبادی 7623000 نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ وسطی یورپ میں واقع ہے۔ اس کے جنوب میں یوگوسلاویہ اور اٹلی، مغرب میں سوئٹزر لینڈ اور لشٹنشٹائن، شمال میں بویریا اور چیک ریپبلک اور سلوواکیہ اور مشرق میں ہنگری واقع ہیں۔ دریائے ڈینیوب اس کے درمیان سے گزرتا ہے اور ملک کا تین چوتھائی کے لگ بھگ علاقہ مشہور سلسلہ کوہ "ایلپس" نے گھیر رکھا ہے۔ آسٹریا میں اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی 13530 فٹ ہے۔ زراعت اور صنعت دونوں پر ملک کی ترقی کا دارومدار ہے۔ سیاسی تاریخ میں بڑے بڑے نشیب و فراز آتے رہے ہیں اور پروشیا کی سلطنت سے لے کر 1955ء میں خودمختاری تک اسے بڑے کٹھن مراحل سے گزرنا پڑا۔

سرکاری زبان جرمن ہے۔ بہت سے لوگ Bavarian German بولتے ہیں۔ جنوب میں سلوینی (Slovene) علاقائی سرکاری زبان کا درجہ رکھتی ہے جو کہ جنوبی کروشیا (موجود سلووینیا) کے مزید تقریباً 45000 لوگوں کی زبان بھی ہے۔ کئی ایک لسانی اقلیتیں بشمول چیک (Czech) ہنگیرین (Hungarian) رومانی سربوکروشین (Serbo-Crotian) اور سوربین (Sorbian) بھی موجود ہیں۔ انگریزی زبان نے بھی تجارت اور سیاحت کے شعبوں میں کافی فروغ حاصل کیا ہے۔

★......★......★......★

# اطلاعات و اعلانات

## تقریب رخصتانہ و دعوت ولیمہ

○ مکرم مولانا ظہور حسین صاحب مرحوم سابق مربی روس و بخارا کی پوتی عزیزہ عائشہ ظفر ملک صاحبہ بنت مکرم کریم ظفر ملک صاحب کی تقریب رخصتانہ ہمراہ ڈاکٹر ضیاء شہزاد صاحب ابن مکرم قاضی برکت اللہ صاحب امریکہ مورخہ 22۔ جنوری 2000ء بروز ہفتہ ڈیفنس کلب لاہور میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں بہت سارے احمدیوں کے علاوہ بہت سے دیگر مہمانوں نے بھی شرکت فرمائی۔ ربوہ سے مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید اور مکرم سید قاسم احمد شاہ صاحب نائب ناظر امور عامہ نے شرکت فرمائی۔ رخصتانہ کے موقع پر مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کی دعا کروائی۔

مورخہ 23۔ جنوری بروز اتوار مکرم قاضی برکت اللہ صاحب نے ہالی ڈے ان۔ لاہور میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا اور 24۔ جنوری کو دولہا اور دولہن امریکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

احباب کرام دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

## سانحہ ارتحال

○ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری عبداللطیف اٹھوال صاحب اکاؤنٹنٹ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان ربوہ مورخہ 20۔ جنوری 2000ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں مورخہ 31۔ جنوری کو بعد نماز ظہر بیت المبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد دعا کرائی۔ موصوفہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹی محترمہ شاہدہ نسرین صاحبہ مکرم مسعود احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ آسٹریلیا کی اہلیہ ہیں۔

احباب کرام سے موصوفہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم رضوان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کے تایا جان مکرم جمال دین صاحب ولد مولوی فضل دین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود مورخہ 2000-2-1 کو مانگٹ اونچے ضلع حافظ آباد میں عصر کے وقت بعمر 80 سال وفات پا گئے۔ مورخہ 2000-2-2 کو انکی نماز جنازہ مکرم قریشی خالد ندیم صاحب معلم وقف جدید نے پڑھائی اور مانگٹ اونچے میں ہی انکی تدفین ہوئی اور تدفین کے بعد معلم صاحب نے ہی دعا کروائی۔

پسماندگان میں ایک بیوہ اور پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

## سانحہ ارتحال

○ مکرم رفیع الدین بٹ صاحب ابن میراں بخش صاحب محلہ نصیر آباد (حلقہ سلطان) مورخہ یکم فروری 2000ء بعمر 48 سال وفات پا گئے بیت المہدی میں بعد نماز مغرب جنازہ پڑھا گیا اور قطعہ نمبر1 میں تدفین کے بعد مکرم مقصود احمد قمر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ موصوف 1948ء میں حفاظت قادیان کے لئے اولین درویشان میں شامل ہوئے۔ اور 4 سال درویشی کی زندگی گزاری۔ 1997ء میں محلہ نصیر آباد حلقہ سلطان میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مرحوم کی بلندی درجات اور مغفرت کے لئے احباب سے درخواست دعا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

## درخواست دعا

○ مکرم عبدالکریم صاحب غازی' کریم سٹوڈیو کوئٹہ والے کا پیٹ کا آپریشن C M H کوئٹہ میں ہوا ہے۔

○ مکرم معظم اقبال بھٹی صاحب راوی بلاک اقبال ٹاؤن لاہور کی صاحبزادی حرا بیمار ہیں۔

○ مکرم عبدالعزیز منگلا صاحب راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے ایک عزیز کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم وسیم احمد سروعہ صاحب مربی سلسلہ کی والدہ محترمہ اہلیہ مکرم رشید احمد سروعہ صاحب کی بائیں آنکھ کا آپریشن مورخہ 6۔ فروری کو ہوا ہے۔

○ مکرم کاشف رفیق چوہدری صاحب سکنہ دارالعلوم شرقی حلقہ برکت ربوہ کی والدہ محترمہ بشیراں رفیق صاحبہ زوجہ چوہدری محمد رفیق صاحب عرصہ دو سال سے علیل ہیں۔

○ محترمہ نجمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب ہڈیارہ ضلع لاہور گردوں کی تکلیف کے باعث سخت بیمار ہیں۔

○ مکرم ملک انعام الرحمٰن صاحب نظام بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور دل کی تکلیف سے بیمار ہیں۔

○ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب حسن ٹاؤن ملتان روڈ لاہور کو موٹر سائیکل سے گرنے کی وجہ سے چوٹیں لگی ہیں۔

○ مکرم رانا محمد اعجاز علی صاحب سابق صدر ناصر آباد۔ ربوہ حال راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بہت بیمار ہیں۔

○ محترم منصور احمد صاحب مبشر کارکن صدر انجمن احمدیہ حلقہ خلیل کامیاب آپریشن کے بعد اپنے گھر واقع دارالعلوم غربی حلقہ منتقل ہو چکے ہیں مگر زخموں میں انفیکشن کی وجہ سے کافی تکلیف میں ہیں۔

ان سب کی شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

# عالمی خبریں

عالمی ذرائع ابلاغ سے

### جنرل مشرف کا دوردرشن پر انٹرویو

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کا ایک انٹرویو بھارتی ٹی وی دوردرشن نے نشر کیا اس انٹرویو کو جنرل مشرف کے ذریعے بھارتی میڈیا پر فتح قرار دیا جا رہا ہے۔ جنرل مشرف نے کہا کہ بھرپور پاک بھارت جنگ کے بارے میں گیند بھارتی کورٹ میں ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان جھگڑا صرف کشمیر کا ہے۔ واجپائی سے براہ راست مذاکرات کے لئے تیار ہیں زیادہ دیر مسلط نہیں رہنا چاہتا۔ کشمیر کی تحریک آزادی میں پاکستانی ملوث نہیں۔ جرنیلوں کی ناخوشی کے متعلق اطلاعات محض گمراہ کن پراپیگنڈہ ہے۔

### بھارتی اخبارات کی تنقید

جنرل مشرف کے بھارتی ٹی وی پر حکومت بھارت کی اجازت سے ٹیلی کاسٹ کئے جانے والے انٹرویو پر بھارتی اخبارات نے اپنی حکومت پر تنقید کی ہے۔ ٹائمز آف انڈیا نے کہا ہے کہ دوردرشن نے مشرف کو اپنا "پراپیگنڈہ" پھیلانے کے لئے پلیٹ فارم مہیا کیا ہے۔ ہندوستان ٹائمز نے کہا ہے کہ کیا بھارتی حکومت نے جنرل مشرف کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ انڈین ایکسپریس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ بھارت پھر مذاکرات کی طرف بڑھ رہا ہے۔

### بھارتی صحافی چکرا گیا

جنرل مشرف نے ہر سوال کا رخ کشمیر کے مسئلے کی طرف موڑ کر بھارتی صحافی کرن تھاپر کو چکرا کر رکھ دیا۔ جنرل مشرف نے کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کی بہت عمدہ وکالت کی۔ بھارتی صحافی بار بار کئی سوال دوہراتا رہا لیکن اسے ہر بار ایک ہی جواب ملا۔

### انڈونیشی صدر بھارت میں

انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر عبدالرحمان واحد دو روزہ دورے پر بھارت پہنچے ہیں۔

### عراق باز نہ آیا تو

ایران نے دھمکی دی ہے کہ اگر عراق باز نہ آیا تو اس کے خلاف فوجی کارروائی کریں گے۔ بم دھماکوں کا ذکر کرتے ہوئے ایران نے کہا ہے کہ ملک میں پیپلز مجاہدین کی پرتشدد کارروائیوں کے پیچھے عراق کا ہاتھ ہے۔ حالات یہی رہے تو سرحدوں پر کشیدگی بڑھ سکتی ہے۔

### حزب اللہ کو بھاری قیمت ادا کرنا ہوگی

اسرائیل کے وزیراعظم ایہود بارک نے کہا ہے کہ حزب اللہ کو اسرائیل پر حملوں کی بھاری قیمت ادا کرنی ہوگی۔ سرحدوں پر حفاظتی انتظامات مکمل ہوتے ہی اسرائیل کی فوج لبنان سے نکل آئے گی۔

### اسرائیل سے مذاکرات سے انکار

فلسطین نے امریکہ کی مداخلت تک اسرائیل کے ساتھ کسی بھی قسم کے مذاکرات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ فلسطینی کابینہ کے جنرل سیکرٹری نے کہا کہ اسرائیل کی ہٹ دھرمی اور مسلسل وعدہ خلافیوں کے باعث اس کے ساتھ مذاکرات جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ مذاکرات میں تعطل اس وقت پیدا ہوا ہے جب اسرائیل اور فلسطین کے درمیان حتمی امن سمجھوتے پر دستخط ہونے میں محض چند دن باقی ہیں۔

### لیبیا نے امریکی خدشہ مسترد کر دیا

لیبیا نے امریکی خدشہ مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم دور مار میزائل نہیں بنا رہے۔ امریکی الزامات کا مقصد یورپ اور بحیرۂ روم کے علاقوں میں اپنی بالادستی قائم رکھنا ہے۔

### دور مار میزائل کی ضرورت ہے

جنوبی کوریا نے کہا ہے کہ اپنی سلامتی کے لئے ہمیں دور مار میزائلوں کی ضرورت ہے۔ شمالی کوریا نے کہا ہے کہ جنوبی کوریا اپنی تیاریوں سے باز نہ آیا تو میزائلوں کے تجربات دوبارہ شروع کر دیں گے۔

### سری لنکا میں بم دھماکہ 51۔ زخمی

سری لنکا کے دارالحکومت کولمبو سے 254 کلومیٹر دور مونارا گالا کے مقام پر دو بسوں میں ہونے والے بم دھماکوں میں کم سے کم 51 افراد ہلاک و زخمی ہو گئے۔

### ماسکو میں 5 منزلہ عمارت میں دھماکہ

ماسکو کے مشرقی علاقے میں ایک پانچ منزلہ عمارت دھماکے سے تباہ ہو گئی جس سے 10۔ افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ درجنوں افراد ابھی تک ملبے تلے دبے ہوئے ہیں پولیس کے مطابق دھماکہ گیس کے اخراج کے باعث ہوا ہے۔ عمارت میں آگ لگ گئی فائر بریگیڈ کے عملے نے 4 گھنٹوں کی کوشش کے بعد آگ پر قابو پا لیا۔

### اپنی علیحدہ شناخت چاہتی ہوں

مسز ہیلری کلنٹن نے کہا ہے کہ میں سینیٹر بن کر اپنی علیحدہ شناخت چاہتی ہوں۔ انہوں نے یہ بات سینٹ کی امیدوار کے طور پر اپنی انتخابی مہم کے دوران کہی۔

# ملکی خبریں
قومی ذرائع ابلاغ سے

ربوہ : 9 فروری۔ گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 12 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 20 درجے سنٹی گریڈ
جمعرات 10 فروری۔ غروب آفتاب۔ 5-52
جمعہ 11 فروری۔ طلوع فجر۔ 5-30
جمعہ 11 فروری۔ طلوع آفتاب۔ 6-53

## آئین میں تبدیلی کی ضرورت

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ آئین میں تبدیلی کی ضرورت پڑی تو کمیشن بٹھائیں گے۔ فی الحال ترمیم کی ضرورت نہیں۔ بدعنوان افسروں کی برطرفی کیلئے نظام تیار کیا جارہا ہے۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ اصلاح کیلئے وقت چاہئے۔ آدھی آبادی کو سمندر میں نہیں پھینک سکتا۔ لاڑکانہ میں کیڈٹ کالج کے یوم والدین سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہاکہ سندھی اور اردو بولنے والوں کے اکٹھا رہنے میں ملک کا فائدہ ہے۔ انہوں نے کہاکہ انگریز کا نظام ختم کردیں گے ڈی سی اور ایس پی کی حکومت نہیں چلے گی۔ منتخب نمائندے ضلع کو چلائیں گے۔ انہیں مالی خودمختاری حاصل ہوگی۔ مرکز سے صوبوں اور ضلعوں کو اختیارات کی منتقلی اسی سال شروع ہوگی۔ اہل لوگوں کے انتخاب کیلئے انتخابی اصلاحات کی جائیں گی۔

## کلنٹن بینظیر ملاقات

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا ہے کہ امریکی صدر کلنٹن سے ملاقات بینظیر بھٹو کا ذاتی معاملہ ہے۔ ان کی کوئی سرکاری اہمیت نہیں۔ بی بی کلنٹن ملاقات کا ملکی سیاست پر اثر نہیں پڑے گا۔

## اسحاق ڈار گرفتار کرلئے گئے

سابق وزیر خزانہ اسحاق ڈار کو گرفتار کرکے 90 روزہ ریمانڈ پر نیب (احتساب بیورو) کے حوالے کردیا گیا ہے۔ 12- اکتوبر کے بعد سے وہ گھر پر نظر بند تھے۔ پیر اور منگل کی درمیانی شب رات ایک بجے ان کو ان کے گھر سے گرفتار کرکے تھانہ شمالی چھاؤنی لاہور میں منتقل کر دیا گیا۔ ان پر شریف خاندان کی چینی بھارت کو برآمد کرنے، فارن کرنسی بیرون ملک منتقل کرنے اور قرضے معاف کرانے کا الزام ہے۔

## مسلم لیگ معافی مانگے

بینظیر بھٹو نے کہا ہے کہ جب تک مسلم لیگ مقدمات اور گرفتاریوں کی معافی نہیں مانگتی کلثوم نواز یا حسن نواز سے ملاقات نہیں کروں گی۔

## صدر کے عہدے کے لئے ناموں پر غور

صدر مملکت کے عہدے کیلئے کئی ناموں پر غور کیا جا رہا ہے۔ ان میں عمران خان، سابق صدر لغاری، چوہدری شجاعت حسین، اجمل خٹک، میر ظفراللہ جمالی، صاحبزادہ یعقوب، آغا شاہی اور چیف جسٹس سجاد شاہ کے نام شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ صدر تارڑ نے مزید مدت کے لئے کام کرنے سے معذوری ظاہر کردی ہے۔

## تحریک آزادی کشمیر دہشت گردی نہیں

امریکہ نے کہا ہے کہ تحریک آزادی کشمیر دہشت گردی نہیں۔ کشمیر کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ اور متنازعہ ہے۔ ہم نے کبھی کشمیر کی تحریک کو دہشت گردی نہیں سمجھا۔ بھارت اور پاکستان باہمی طور پر کشمیری عوام کی امنگوں کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کریں۔ بھارتی سفارت کار نے اس موقع پر کہاکہ افغانستان، امریکہ اور کشمیر میں پاکستان کی مبینہ دہشت گردی کے شواہد امریکہ کے حوالے کردیئے ہیں۔ سفارت کار نے اس خوش فہمی کا اظہار کیا ہے کہ پاکستان کو دہشت گرد قرار دے دیا جائے گا۔

## جمہوریت کیلئے نواز شریف بھی قبول

نواز شریف دور میں اپوزیشن جماعتوں کے بڑے اتحاد گرینڈ ڈیموکریٹک الائنس (جی ڈی اے) نے کہا ہے کہ جمہوریت کے قیام کیلئے نواز حکومت کی بحالی بھی قبول ہے۔ حکومت کے تمام تر اقدامات غیر قانونی اور غیر آئینی ہیں انہیں مسترد کرتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ جلد از جلد انتخابات کرائے جائیں۔ بلدیاتی انتخابات عام انتخابات کا بدل ثابت نہیں ہوسکتے۔ سیاسی جماعتوں کو کچلنے کی کوشش کی گئی تو معاملات انتہاپسندوں کے ہاتھ میں چلے جائیں گے لبرل سوچ ختم ہو جائے گی۔ 1973ء کے آئین کو چھیڑنا ملکی مفاد کے خلاف ہوگا۔ احتساب بیورو کے قیام کے خلاف عدالت میں جائیں گے۔

## رہائی کے بدلے سیاست نہیں چھوڑوں گا

سابق وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ رہائی کے بدلے سیاست چھوڑنے کی باتیں غلط ہیں اس قسم کی افواہیں مسلم لیگی کارکنوں میں مایوسی پھیلانے کی کوشش ہے۔

## ڈسٹرکٹ بار میں حلف کے خلاف قرارداد

لاہور ڈسٹرکٹ بار میں وکلاء نے پی سی او کے تحت ججوں کی طرف سے حلف اٹھانے کی قرارداد مذمت متفقہ طور پر منظور کرلی۔ حلف نہ اٹھانے والوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

## ہائی کورٹ بار میں ہلڑبازی

لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کا اجلاس اس وقت ہلڑبازی کی نذر ہوگیا جب بار میں پی سی او کے خلاف قرارداد منظوری کے لئے پیش کی گئی۔ قرارداد کے مخالف وکلاء نے سٹیج پر قبضہ کر لیا۔ کرسیاں نیچے پھینک کر وکلاء کو دھکے دیئے گئے۔ مخالف وکلاء نے قرارداد کا متن چھین کر پھاڑ دیا۔ اجلاس ملتوی ہونے پر فوجی حکومت کے وزیر خالد رانجھا کے بھتیجے نے سٹیج پر چڑھ کر بھنگڑا ڈالا غیر جانبدار حلقوں کی رائے ہے کہ اگر ہلڑبازی نہ کی جاتی تو قرارداد کی منظوری کا واضح امکان تھا۔

## کشمیر کے معاملات پر تشویش ہے

امریکی وزیر خارجہ مسز میڈیلین البرائٹ نے کہا ہے کہ صدر کلنٹن کے دورۂ بھارت کا یہ مطلب نہیں کہ امریکہ بھارت کی تمام پالیسیوں کی حمایت کرتا ہے۔ امریکہ کو پاک بھارت کشیدگی اور کشمیر کے معاملات پر گہری تشویش ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی فوج کی کارروائیوں پر بھی گہری تشویش ہے۔ صدر کلنٹن اپنے دورۂ بھارت میں کشمیر اور ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کا مسئلہ اٹھائیں گے۔ امید ہے کہ بھارت بھی ان کے حل کے لئے اقدامات کرے گا۔

## فتح جنگ آرمی ڈپو میں دھماکہ

فتح جنگ سے آٹھ کلومیٹر دور کالا چٹا جنگل میں واقعہ پاک آرمی کے ایمونیشن ڈپو میں منگل کو دھماکہ ہوا۔


خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 212515، رہائش 212300


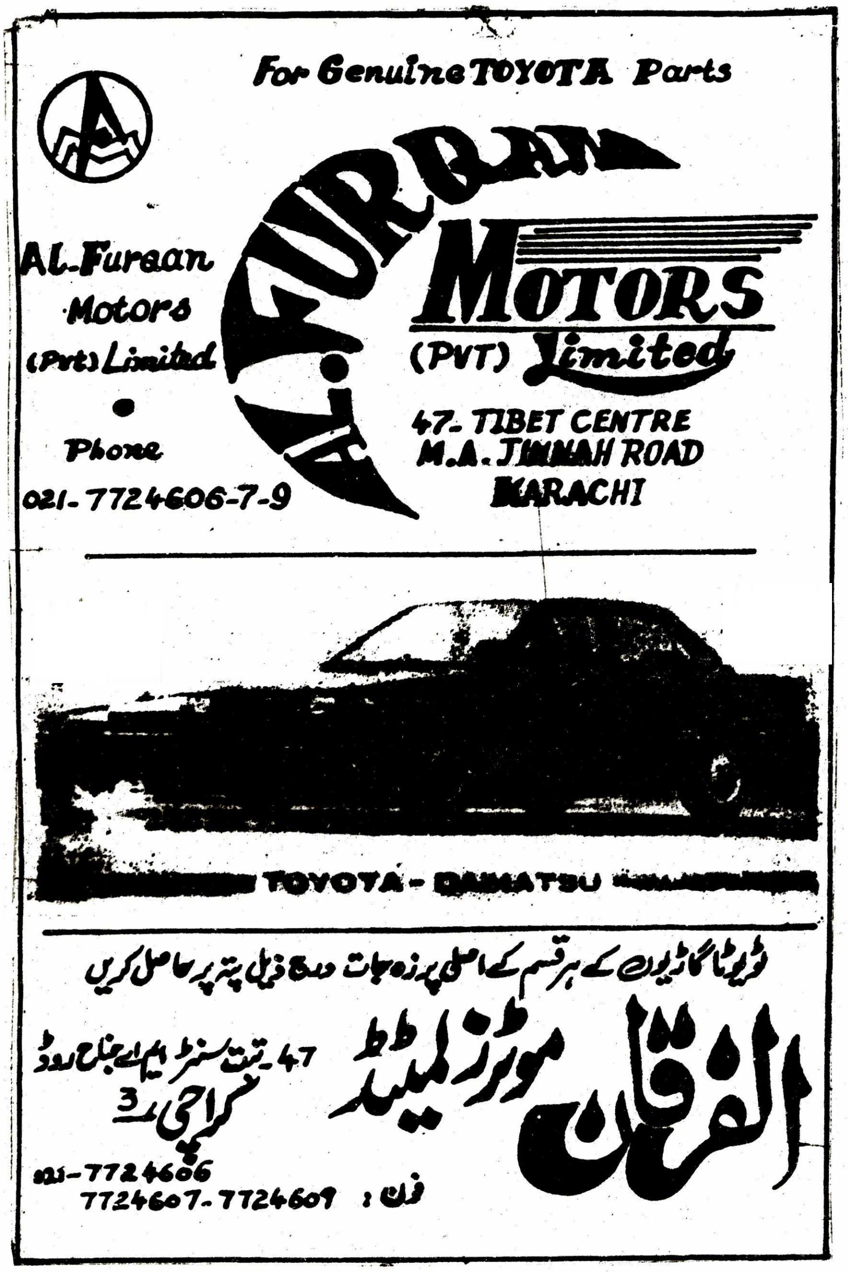


CPL No. 61